تو ادھر اُدھر کی نہ بات کر، یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں، تیری رہبری کا سوال ہے

تیری رہبری کا سوال ہے

صوبۂ مہاراشٹر کی عظیم دینی عصری تربیتی دانش گاہ ''جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا'' کے عظیم الشان ۳۱ ویں جلسہ تقسیم اسناد منعقدہ ۹ رشعبان المعظم، ۱۴۴۰ھ، مطابق ۱۵ راپریل ۲۰۱۹ کے لئے تیار کیا گیا علمی محاضرہ جو، اب نفع عام کے لئے ضروری حذف واضافہ کے بعد خواص وعام کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، فضلاءِ مدارس کی خدمت میں سفر زندگی کا توشہ، مستقبل کے لئے رہنمایانہ ہدایات اور ارشاداتِ اکابر کا جامع مختصر انتخاب۔

مفتی ابوبکر جابر قاسمی
ناظم ادارہ دار الدعوۃ والارشاد
واستاذ خیر المدارس، حیدرآباد

جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں

پہلا ایڈیشن: ۱۴۴۱ھ=۲۰۱۹ء

نام کتاب	:	تیری رہبری کا سوال ہے
مصنفین	:	مفتی ابوبکر جابر قاسمی
صفحات	:	37
تعداد	:	1000
کتابت وگرافکس	:	قبا گرافکس، حیدرآباد، فون: 8801198133
قیمت	:	??
ناشر	:	دارالدعوۃ والارشاد، یوسف گوڑہ، حیدرآباد

ملنے کے پتے:

☆

☆

☆

☆

☆

فہرست

اخلاص	۵
اہل اللہ کی صحبت	۶
دین کا جامع تصور	۷
اخلاص	۸
خدمتِ دین کا وسیع مفہوم	۹
وسائل پر نہیں مقاصد پر نظر ہو	۱۰
امت بنئے	۱۱
پیام انسانیت کا کام آگے بڑھائے	۱۱
حدود اختلاف کی رعایت کیجئے؟	۱۳
بلند مقصد کے لئے زندگی گذاریئے	۱۴
تدریج نہ کہ جلد بازی	۱۷
علماء کرام سے کچھ معروضات	۱۸
حفاظ کرام	۲۴
فارغین عصری علوم	۲۶
عوام الناس کی خدمت میں	۳۰
پرچہ خانہ پری برائے مشورہ	۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ!

گرامی قدر سامعین! بندہ نے اس جامعہ میں تعلیم حاصل کی، خانوادۂ وستانوی کا نہایت احسان مند ہے، ہرگز اس قابل نہ تھا کہ اس عنوان پر اس موقع سے اسے بلایا جاتا؛ مگر میرے عظیم محسن، اصاغر نواز، علم دوست حضرت مولانا سعید صاحب وستانوی رحمہ اللہ(۱) کے حسب معمول شدید اصرار نے اس مرتبہ بھی ہمیں آنے پر مجبور کردیا، سخت علالت میں وہ بڑے حضرت خادم القرآن والمساجد والمدارس مولانا غلام محمد وستانوی دامت برکاتہم سے بواسطہ ترجمان بات کرواتے رہے، دعوتِ شرکت کی تاکید وتقویت میں کوئی کسر انہوں نے نہیں چھوڑی، پرور دگار انہیں غریق رحمت فرمائے (آمین) اس طالب علمانہ محاضرہ میں اگر کوئی کوئی تاثیر اورافادیت محسوس ہوتی ہے تو اس میں مرحوم کی خیر خواہی، دل سوزی اور مخلصانہ دعوت کا بھی کافی دخل ہے۔

یہ مجمع اپنے اندر مختلف طبقات کو لئے ہوئے ہے، بجائے زبانی خطابت کے تحریری محاضرہ دیرپا، دوررس ہوتا ہے، یہ وہ گذارشات ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنے اکابر سے سنے، ان کی کتابوں میں پڑھے، اپنی مختصر زندگی میں کچھ برتنے کا پھر خواص کے مجمعوں میں پیش کرنے کا موقعہ ملتا رہا، آیات واحادیث، ملفوظات واقتباسات بہت سے مواقع پر زخم کے مرہم ہیں، گرتوں کو سنبھالا، بھٹکے ہوئے کو راہ دکھلائی، بے راہ روی، نفس وشیطان کے پھندے میں پھنسنے سے حفاظت ہوسکی، دین کے کسی بھی کام کے کرنے کے

(۱)　جوشب جمعرات ۸ بجے، بروز بدھ، ۲۰/رجب المرجب، ۱۴۴۰ھ، مطابق، ۲۷/مارچ ۲۰۱۹ء کو طویل علالت کے بعد اپنے رب سے جاملے، رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

عام اصول ہیں، ان اصول کا لحاظ کئے بغیر کوئی کام مقبول نہیں ہوسکتا، اس لئے پہلی عمومی ہدایات، پھر ہر طبقہ سے متعلق خصوصی ہدایات پیش خدمت ہے۔

اخلاص

جمادات، نباتات، حیوانات، شہرت، دولت، عزت سب ہیچ ہیں، رضاء الٰہی کے مقابلہ میں مخلص فتح اور شکست ہر حال میں کامیاب ہے، حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید مردہ ہوکر بھی زندہ تھے، یزید جیت کر بھی مردہ تھا، مالکِ کائنات کے مل جانے کے بعد کسی عقلمند کو اور کیا چاہئے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (۱) ریاء کار خالق سے مایوس ہوکر مخلوق کا امیدوار بن چکا ہے، مخلوق لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ (۲) اور لَا يَمْلِكُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا نُشُوْرًا (۳) کی حیثیت رکھتی ہے، دین کے نام پر انسان بہت سی سرگرمیاں انجام دیتا ہے مگر تصحیح نیت کا سبق ایسا ہے جو دینیات سے بخاری شریف اور بخاری شریف سے آخری سانس تک صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا ہے، صحابہ فرماتے تھے: ''إنما همنا الآخرة'' مخلص اللہ کی بڑائی چاہتا ہے، اپنی ذات کا چرچا نہیں کرتا تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا (۴) نہ جماعت مقصود ہے نہ جمعیت، مجمع آرائی یا شخصیت سے پہلے رضاء الٰہی پیش نظر ہے، چالباز ترقی نہیں کرتا، پاکباز، نیک نیت والا ترقی کرتا ہے، تقابل اور ردعمل کی نفسیات ساری محنتیں برباد کردیتی ہیں، امام مالک رحمہ اللہ نے ہارون رشید سے فرمایا: جو کتاب جتنی للّٰہیت والی ہوگی، اس کو اتنا بقا ملے گا ''مَا كَانَ لِلّٰهِ يَبْقٰى''

---

(۱) التوبۃ:۷۲

(۲) فاطر:۳

(۳) االفرقان:۳

(۴) القصص:۸۳

میرا رب مجھے دیکھتا ہے کافی ہے، چاہے دنیا والے جانے نہ جانے "وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُه"(١) اجتماعی کاموں میں کبھی ہمت شکنی ہوتی ہے، کبھی ہمت افزائی ہوتی ہے، لیکن یاد رکھئے! سید الرسل ﷺ پر واقعۂ طائف پست ہمت نہیں کرتا، استقبالِ مدینہ، فتح مکہ عجب واحساسِ برتری نہیں پیدا کرتا، مخلوق پرستی چھوڑ دے، دنیا کو راضی کرنا ناممکن ہے، آج تک اپنے وہ اللہ اور رسول ﷺ سے خوش نہیں ہوسکی، علم، عمل، استقامت، پھر اخلاص کے بعد قبولیت ملا کرتی ہے، اگر اخلاص ہے تو امارت وخلافت کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ وخالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرح ٹھکرانا آسان ہے، ان کے کام کرنے میں محرک اقتدار ومنصب کی ہوس نہیں ہوا کرتی۔

اہل اللہ کی صحبت

راستہ پائے ہوئے لوگ ہی راستہ بتلا سکتے ہیں، مرشد کامل کے بغیر عادۃ کوئی منزلِ ہدایت کو نہیں پاتا "كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ"(٢) نفس وشیطان کی تلبیسات ومکاریوں سے واقف کار ہی میں بچا سکتا ہے، مثالی نمونوں کا اٹھ جانا حقیقت میں علم کا اٹھ جانا فرمایا گیا" يقبض العلم بقبض العلماء"(٣) کتابیں باقی رہ جائیں، آلات طباعت چلتے رہیں؛ مگر رجال اللہ نہ رہے تو دین کا ظاہر وباطن نہیں سمجھا جاسکتا ہے، کتب بینی کچھ باقی ہے مگر قطب بینی کی ضرورت کا احساس نہیں، یا صرف رسمی تعلق ہے، نہ اپنے احوال کی اطلاع ہے نہ شیخ کی ہدایات کی اتباع ہے،" هو أعلم بمن اتقى "(٤) معاشرت ومعاملات کے سنگین تنازعات پیش آتے ہیں، انتظام اور تحریکوں

---

(١) التوبة:١٠٥

(٢) التوبة:١١٩

(٣) مسلم: العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن، حديث:٢٦٧٣

(٤) النجم:٣٢

میں باہمی رنجشیں پیدا ہوتی رہی ہیں؛ مگر کوئی کسی کی ثالثی پر راضی نہیں، من مانی، خودرائی نے امت کو بکھیر دیا، حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آج تک ہر شخصیت نے صحبت اہل اللہ کی افادیت کو بتلایا، اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم کا رسالہ دیکھ لیجئے۔ (۱)

کسی مرحلہ میں ہم اصلاح واستفادہ سے مستغنی نہیں، شیخ نے جہاں خدمتِ دین کے لئے بٹھا دیا، انہوں نے اپنی قبریں بنانے سے پہلے اس جگہ کو نہیں چھوڑا، اطاعت کا امتحان جب ہوتا ہے جب حکم طبیعت کے خلاف صادر ہو، مقبول کے لئے مشہور ہونا ضروری نہیں، شیخ وہ دیکھئے جن سے امراض کو بتا کر علاج کرنا آسان ہو، مرید وہ ہے جس نے اپنا ارادہ فنا کر دیا ہو، ساری دنیا سے بدگمان ہے، حسنِ ظن اگر ہے تو اپنی ذاتی سے اپنے نفس سے، بیماری چھپانے کا نقصان مریض ہی اٹھاتا ہے، ڈاکٹر نہیں، معاصی کی لت اتنی لگ گئی ہے کہ شیخ کے سامنے اظہار کی ہمت نہیں، ڈر ہے کہ کہیں ان کے حکم پر چھوڑنا پڑے گا، "یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ" (۲) اور رَضُوْا بِأَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ (۳)۔

دین کا جامع تصور

عبادات سے بندہ اپنے رب سے تعلق درست کرتا ہے، صفائی معاملات سے لقمہ پاک رہتا ہے، حسنِ معاشرت سے دل جڑے رہتے ہیں، اخلاقیات سے باطنی رذائل کا علاج ہوتا ہے، سیاستِ شرعیہ سے پتہ چلتا ہے کہ ملکی نظام کیسے چلایا جائے، ہر شعبہ کے سینکڑوں خصوصیات ہیں، قدیم وجدید مسائل ہیں، ایک ایک موضوع پر مستقل کتب خانہ تیار ہو چکا ہے، پورے مسلمانوں کو پورے اسلام کی دعوت وقت کا ایک بڑا

(۱) صحبت کاملین، تاثیر، افادیت، ضرورت، مرتب، مولانا محمد عبدالقوی صاحب، مدظلہ، حیدرآباد، دکن۔

(۲) النساء:۱۰۸

(۳) التوبة:۸۷

تقاضہ ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (۱) مذہب کا ناقص تصور خودفریبی میں مبتلا رکھتا ہے، نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ (۲) اپنی تکمیل کی فکر رہے ، روایتی رواجی چند اعمال کو پورا دین نہ سمجھیں، پیدائش سے پہلے سے لے کر جنازے کے بعد تک ، فرد سے بین الاقوامی سطح تک ہم بے لگام، لاوارث نہیں ہیں، مستقل اور مکمل تہذیب کے مالک ہیں، گنے کی طرح ہر طرف سے شیرینی مل رہی ہو نہ کہ آم کے درخت کی طرح صرف پھل میں میٹھاس ہو باقی میں کسالا پن، نماز وروزہ بھی اہم ہے، حج وعمرہ بھی وزن رکھتا ہے، سود سے بچنا، قرض بروقت ادا کرنا، وعدہ خلافی کا نہ ہونا بھی دین ہے، نکاح وطلاق میں خود ساختہ قوانینِ انسانی کونہیں صرف دستورِ ربانی کو اپنائیں، أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ (۳) اور فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (۴) جلوت میں بایزید خلوت میں یزید، مسجد میں عابد اور بازار میں غافل، یہ سب ناقص دین کی ترجمانی ہے، شرعی پردہ کسی نبی یا ولی سے معاف نہیں، قطع رحمی کے ساتھ کونسی دعا قبول ہوگی، وکیل اپنی وکالت میں امانت وانصاف، طبیب اپنی طبابت میں شفقت وانسانیت کو زندہ کرے، ملازم اپنے اوقاتِ ملازمت میں خیانت نہ کریں، مسلمان سیاست دان رشوت لے کر، ظالم کا ساتھ دیتا ہے تو دیندار مسلمان کہلایا جانے کے قابل نہیں وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (۵) ان سب پر مقدم یہ ہے کہ اعتقادات کو درست کیا جائے ، اسلام وکفر، اہل سنت والجماعت اور فرقِ ضالہ کی مرادوں کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے، حق وایمان کے لٹیرے اور ڈاکو ہر وقت تاک میں بیٹھے ہیں۔

---

(۱) البقرۃ:۲۰۸

(۲) النساء:۱۵۰

(۳) المائدۃ:۵۰

(۴) النساء:۵

(۵) ہود:۱۱۳

خدمتِ دین کا وسیع مفہوم

مدارس تعلیم کا، تبلیغی جماعت مسلمانوں میں اصلاح اعمال کی تبلیغ اور خانقاہیں تزکیۂ نفس کا کام کرتے ہیں، ایسا بھی کہا جاسکتا جاسکتا ہے کہ تبلیغ سے ایمان پھیلتا ہے تعلیم سے ایمان جمتا ہے اور خانقوں سے ایمان سجتا ہے، مکاتب کا قیام شہروں، دیہاتوں میں ضروری ہے تاکہ بنیادی معلومات عام ہو، ایمان کا بیج طلبہ کے دل میں ڈالا جائے (اس کے نصاب ونظام، اس کی توسیع واستحکام پر کام کرنے والے زبردست کام کررہے ہیں) بے ایمان، ججوں مردہ ضمیر وکیلوں سے بچانا اسلامی شریعت کے مطابق فیصلے کرنا اسی وقت ممکن ہے جب کہ دار القضاء یا ''محکمہ شرعیہ'' قائم کیا جائے ''ابواب القضاء''، ''کتاب الفسخ والتفریق'' کو اہتمام سے پڑھایا جائے، سودی نظام سے نجات دلانے کے لئے اسلامی بینکنگ کے لئے جو عظیم علمی کوششیں ہورہی ہیں اس کی غیر معمولی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے سارے کام انجام دیئے ہیں، ہر دینی کام کی اصل سیرتِ نبوی میں موجود ہے، نبوت سے پہلے خدمتِ انسانیت انبیاء علیہم السلام کا ترجیحی کام رہا ہے فَوَاللهِ لَا يُخْزِيْكَ اللهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِى الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ (۱) اس لئے رفاہی کام، انسانی بنیادوں پر بلاتفریقِ مذہب ومسلک، سماوی آفات، وبائی امراض، تعلیمی اشیاء انسانی بنیادی ضروریات مظلوموں کی قانونی امداد وغیرہ سب کام اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کو دعوتِ ایمان، دعوتِ اصلاح تو ضروری ہے، لیکن اسی طرح غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت کا کام بھی کم اہمیت نہیں رکھتا ہے، معروفات کی اشاعت ہوتی رہے، منکرات کی اصلاح بھی نہ رُکے، فتنہ شکیلیت وقادیانیت، فکری وتہذیبی ارتداد کا مقابلہ آج کا سلگتا موضوع ہے۔، ہر کام نافع ہے، کافی نہیں، ہر شعبہ میں کام کرنے

(۱) صحيح البخاري، كتاب التعبير، بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، حديث:۶۹۸۲

والے خطاوار انسان ہیں، بے عیب فرشتے نہیں، "کل بنی آدم خطاؤون"(۱) جیسے انسانی جسم میں تمام اعضاء ضروری ہیں، اور تمام کا ایک کام اور دائرہ کار ہے۔

سب کا ایک خاص نفع ہے، اسی طرح دین کے شعبوں کا حال ہے، تقابل اور تناؤ کا ماحول نہیں؛ بلکہ تعاون وتکافل کا ماحول ہونا چاہئے، باہمی اعتراف واعتماد ہو۔

وسائل پر نہیں مقاصد پر نظر ہو

تعلیم دین کے لئے تعمیرات، وانتظامات، تزکیۂ باطن کے لئے اشغال واوراد، مراقبات ومجاہدات، تبلیغ کے لئے مخصوص لٹریچر، چلے چار مہینے سب وسائل ہیں، مقصود احیاءِ شریعت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈول رسی کے غم میں پانی سے نظر ہٹ جائے، وسائل کے مذاکرے عام ہوجائے، مقاصد کے تذکرے ختم یا کم ہوجائیں، وسائل میں ایک دوسرے کو تولا جانے لگے تو مقاصد کا پیمانہ ہم سے اوجھل ہوجائے گا، کھانے کے بھرپور انتظامات ہوں مگر دلہن دلہا نہ ہو، کیسی حماقت ہے، نظامِ مدارس میں مالی بے عنوانیاں انتظامیہ سے اکھاڑ پچھاڑ، باہمی عداوتیں، نظام تبلیغ میں اپنے طریقہ پر اصرار، منصوصیت وابدیت کا دعوی، (۲) نظام تزکیہ میں ایک دوسرے پر تفوق وتعلّی کا ماحول بتلاتا ہے کہ وسائل ہی اصل ہو چکے ہیں، بے دینی کے ساتھ دین کا کام کیسے ہوسکتا ہے؟ شرعی مسلمہ اصول کی رعایت کے بغیر یہ شعبے دین نہیں بن سکتے۔(۳)

(۱) صحیح البخاری، باب صفة ابلیس و جنوده، حدیث:۳۲۸۶

(۲) ہر دین کا کام اپنی ہیئت اور ترتیب کے ساتھ مجتہد فیہ کہا جاسکتا ہے، طریقۂ الیاسی کو اقرالی السنہ سے زیادہ کہنا نہایت غلول ہے۔

(۳) تاریخ دعوت وعزیمت، ابوالحسن علی ندویؒ، دین وشریعت: مولانا منظور نعمانیؒ، یہ دو کتابیں احبابِ دعوت کے سامنے پہلے پیش گئیں تھیں، ایک عالم دین داعی اسلام کو متوازن متوارث فکر کے حصول کے لئے ضرور پڑھنا چاہئے، شریعت وطریقت: حضرت تھانویؒ دیکھے، فن تصوف کے وسائل ومقاصد جاننے کے لئے بڑی مفید ہے۔

امت بنئے

مسلکی دلائل، مباحث علماء کی مجالس تک رکھئے ،"لکل مقام مقال، لکل فن رجال" عوام کونفس اسلام پر ابھاریئے ، اہل کفر کے مقابلہ میں کلمہ گو واہلِ اسلام قوتوں کو ساتھ لینا پڑے گا۔

نماز پڑھنے والے ہی نہیں، رفع یدین کے مسئلہ میں الجھنا کتنی بڑی غلطی ہے، ۸ ررکعت ، ۲۰ ررکعت تراویح سے زیادہ اہمیت اتحاد امت کی ہے، آمین بالجہر یا آمین بالسر تو ہے مگر اسلام میں "آمین بالشر "کی کوئی گنجائش نہیں ہے، جب توانائیاں داخلی محاذ آرائی پر لگ جاتی ہیں تو خارجی میدان، حقیقی کام کے لئے طاقت وصلاحیت نہیں رہتی ہے، جماعتی مسلکی امتیازات، امتِ محمدیہ کی نسبت کو اہمیت دیجئے، ناداں عیسائی قوم محمد فاتح کے حملے کے وقت اس مسئلہ میں الجھی تھی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے آخری لمحات میں گیہوں کا کھانا کھایا تھا یا جو کا، رچرڈ کے عیسائی مُقتدی، صلاح الدین ایوبی کے مقابلے کے وقت اس قضیہ میں بحث کر رہے تھے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی غلاظت پاک ہے یا ناپاک، حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! تم ہاتھی کھا جاتے ہو، مچھروں کو چھانتے ہو، حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے فرمایا تھا کہ جن کے دامن پر نواسہ رسول کا خون ہے مجھ سے احرام پر مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھ رہے ہیں۔

پیام انسانیت کا کام آگے بڑھائے

اسلام دین فطرت ہے ، دنیا میں سیاست، پروپیگنڈہ ،مزید برآں میڈیا، مسلمانوں کی بدعملی پر غلط فہمیوں کا پردہ ڈال دیا ہے، ہمارے اور پڑوسی غیر مسلم بھائی میں سمندروں اور ملکوں سے زیادہ فاصلے ہیں، ہم سووں سال سے رہتے ہیں، مگر اسلامی کی ضروری باتیں برادران وطن کو نہیں بتا سکے، ہم ظالم ہیں، اس لئے غیر محفوظ ہیں: **وَاللّٰهُ**

يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔(۱)

حضرت نانوتوی ؒ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ہندوؤں کی کتابوں اورعیسائیوں کی کتابوں کو پڑھا، تنقید کی، اس کی تضاد بیانی پر مناظرے کئے، ہندوازم میں کوئی روح نہیں رہی، چند رسومات، گانے بجانے کی روایات باقی ہیں، عیسائی اگر باقی ہیں تو سیاست وملوکیت کی قوت پر باقی ہیں اور اندرونی طور پر پورا کھوکھلا ہو چکے ہیں، بے جا اندیشوں کو چھوڑیئے، بے خوف حکمت کے ساتھ جرات مندانہ دعوت پیش کیجئے، توحید کے بغیر قلوب کی تسکین نہیں، رسالت کے بغیر کوئی کامیاب زندگی نہیں! آخرت کے عقیدہ کے بغیر کوئی قوت جرائم کو روک نہیں سکتی، حقیقی جیل خانہ، حقیقی مہمان خانہ صرف جہنم اور جنت ہی ہوسکتا ہے۔

اپنے مدرسوں اسکولوں میں ہندو بھائیوں کے بلایئے، ان کی ایک خاص تعداد کو اپنے درمیان ملازم رکھئے، قربانی کا گوشت (بکری کا) ان کے درمیان تقسیم کرنا چاہئے، عید رمضان کا پیغام انہیں بتلایا جائے، ذمہ دار شہری، صفائی پسند پڑوسی، بااصول ڈرائیور، جفاکش مزدور، پرہیزگار ملازم میں ان کے لئے بڑی کشش ہے، باحیا بیٹیاں، پاکیزہ جوان، مثالی مائیں آج بھی انہیں اپنی طرف کھینچتی ہیں، سلیم الطبع طبقہ آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہے:

وَإِنۡ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِي نَعِدُهُمۡ أَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ
فَإِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ وَعَلَيۡنَا الۡحِسَابُ ○ (۲)

ہمارے پاس زُور (حکومت اور زر) کی طاقت تو نہیں؛ لیکن آہ وزاری اور دعا کی طاقت ہے:

(۱) المائدة:٦٧

(۲) الرعد:۴۰

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ○
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ○ وَاعْبُدْ
رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ○(۱)

حدودِ اختلاف کی رعایت کیجئے؟

انسان ہو اختلاف نہ ہو نہیں ہوسکتا، زندہ قومیں، صاحب عقل وفکر اختلاف کیا کرتے ہیں، وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ (۲) پھر وہ اختلاف جو تلاشِ حق کے لئے ہو، مطلوب ہے، حل یہی ہے کہ اختلاف کے باوجود متحد رہیں، مخالفت پر نہ اتر آئیں، افتراق کا ذریعہ نہ بنیں، مشترکہ امور میں تعاون باقی رہے، مخلصانہ اختلاف کا رنگ الگ ہوتا ہے، امتِ مسلمہ کو منتشر کرنے کا ذریعہ نہیں ہوتا، عظمت مومن کسی قدم پر مجروح نہیں ہوتی، دشمنوں کو ہماری داخلی صفوں میں داخل ہونے کا موقع نہیں ملتا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ''اے روم کے کتے اگر تو مدینہ پاک (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کی طرف ترچھی نگاہوں سے دیکھا تو مدینہ کی طرف سے نکلنے والے لشکر میں معاویہ ہوگا''۔

زبان نہ پھسلے، قلم نہ بہک جائے، اہم اولین تقاضوں پر ہماری توانائیاں صرف ہوتی رہیں، ادب الخلاف، فقہ الخلاف پر الماریاں بھری پڑی ہیں، کفار کے ساتھ رواداری ہی نہیں بلکہ ناجائز تعلق کا معاملہ کرلیا جارہا ہے، مگر اپنے مؤمن بھائی کے ساتھ حسن اخلاق کے بجائے قتل وخون ریزی ہوجائے، صاحب معاملہ سے بالمشافہ ملاقات، افہام وتفہیم کا معاملہ نہیں ہوتا، اپنے مفروضہ مدمقابل کے منکرات پر جس قدر جوش ہے اپنوں اور اپنی ذات کے اندر پائے جانے والے محرمات پر اتنا جوش نہیں ہوتا

(۱) الحجر:۹۷-۹۹

(۲) ہود:۱۱۸- ۱۱۹

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا (۱) اپنوں کی خامی بھی خوبی نظر آتی ہے، غیروں کی خوبی بھی خامی نظر آتی ہے، ان کے تنکوں پر نظر ہے، لیکن اپنے بموں سے چشم پوشی کی جاتی ہے، دوسروں کی مکھیاں ہکائی جاتی ہے، مگر اپنے بچھو بھی نہیں جھاڑے جاتے، رائے سے اختلاف کیجئے، رائے دہندہ کا اکرام کیجئے، نفرت گناہ گار سے نہیں گناہ سے ہے، کیا صحابہ کرام ائمہ اربعہ، علماء امت نے اختلافِ آراء وافکار کے باوجود باہمی احترام کے نمونے قائم نہیں کئے ہیں۔ (۲)

مستحب ومکروہ، حلال وحرام، کفر واسلام کے بجائے صرف ذوقیات کے اختلاف پر (کہ وہ چشتی ہیں میں نقشبندی ہوں وہ فلانے نہج پر تبلیغ کرنا چاہتا ہے یہ فلانے اصول پر)۔(۳) کفر واسلام سے اونچی دیوار قائم کر چکے ہیں، خوب یاد رکھیں! تبلیغ مذہب کی ہوتی ہے، مسلک کی نہیں۔ البتہ اپنے مسلک کے دفاع کی اجازت ہے۔

بلند مقصد کے لئے زندگی گذاریئے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (۴) جو خلّاق عالم ہاتھی کو، سمندر کی مچھلیوں کو روزی دیتا ہے کیا وہ آپ کو روزی دیتے ہوئے تھک جائے گا، اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ (۵) یہ دنیا ’’تن خواہ‘‘ ملنے کی جگہ ہے، ’’من خواہ‘‘ ملنے کی

(۱) المائدة:۸

(۲) الاعتدال فی مراتب الرجال، اسلامی سیاست، از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب علیہ الرحمۃ، ’’الائتلاف فی أقسام الاختلاف‘‘ از حکیم الامت اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ، اختلاف کے حدود وقیود، از مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ علیہ کی کتابیں ضرور پڑھنا چاہئے۔

(۳) احکام ومسائل تین قسم کے ہوتے ہیں، قطعیات، اجتہادیات اور ذوقیات

(۴) الانعام:۳۸

(۵) البقرة:۲۶۸

جگہ نہیں ہے، کسی جگہ بقدر ضرورت مشاہرہ مل جاتا ہو، کام کا وسیع کھلا میدان ہو تو ہرگز زیادتی ''تن خواہ'' کی بناء پر نقل مکانی نہ کرنا! درخت ایک جگہ لگا رہے تو کسی نہ کسی دن پھل دار ہو جاتا ہے، اگر زندگی باقی ہے تو روزی بھی ضرور ملے گی، اگر موت کا فیصلہ ہو چکا ہے تو رکھا ہوا سرمایہ زندگی نہیں دلا سکتا ہے، سات زمین و آسمان ایک سبحان اللہ کا بدلہ نہیں، فانی باقی کا عوض کیسے ہوگا، تنخواہ تو صرف بقدر کفاف، حق الحبس ہے، وہ بھی ان شاء اللہ اگر موقعہ ملا، فروانی ہوئی تو ضرر مدرسہ کو واپس کر دو، جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے واپس کر دیا، آج ہمیں رزق یاد ہے، رزاق یاد نہیں، ضرورتیں ستاتی ہیں، ذمہ داریوں کا غم نہیں، خوش نصیب وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو، قناعت زندگی کی حقیقت ہے، طفل تسلی نہیں ہے، تھک کر یا ابتداء ہی میں خدا کے دیئے پر راضی ہونا پڑے گا، حرام پر عذاب، حلال کا حساب، زائد از ضرورت کا انسان چوکیدار ہوتا ہے، آج کا انسان مالدار بننے کے شوق میں قرض دار بن گیا، جو تھوڑی روزی پر راضی ہو جائے مولی اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہوتے ہیں، مومن کا یقین ہے، دنیا کا تجربہ خوشحالی یا تنگ دستی صرف امتحانِ خداوندی ہے، عزت وذلت کا معیار نہیں، کامیابی صرف یہ ہے کہ ہدایت والی زندگی، مغفرت والی موت مل جائے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (۱) ''قليل يكفيك خير من كثير يلهيك'' (۲) خدا ناراض ہو کر بھی دیتا ہے، وہ نعمت نہیں مہلت ہے۔

''إذا رأيت الله عز و جل يعطي العبد ما يحب على
معاصيه فاعلم أن ذلك استدراج'' (۳)

---

(۱) آل عمران: ۱۸۵

(۲) مرقاۃ المفاتیح، کتاب الرقاق: ۸/ ۳۲۳۴، دار الفکر، بیروت، لبنان

(۳) مسند احمد، مسند عامر الجہنی، حدیث: ۱۷۳۱۱

علم میں ترقی ہو،فون پر مطالعہ، مطالعہ کہلانے کے قابل نہیں، ابوالمحاسن سجاد صاحب یوں ہی ڈاکٹر امبیڈکر، گاندھی سے گفتگو نہیں کی تھی، علامہ شبیر احمد عثمانی شاہ سعود کے سامنے علماء ہند کے ترجمان کیسے بنے؟ ان سے پہلے حضرت نانوتوی ؒ نے آریہ سماج، عیسائی مناظروں کا مقابلہ ان کی زبان، ان کی کتابوں کی روشنی میں کیسے کیا؟ حفظ الرحمن سیوہاروی ؒ کی ''اسلام کا اقتصادی نظام'' بتلاتا ہے کہ ان کا مطالعہ کتنا تازہ عصر حاضر کے مطابق تھا، شیخ الہند ؒ عالمی جغرافیہ، اقوامِ عالم کے احوال سے واقفیت کے بغیر ریشمی رومال کا خواب دیکھ سکتے تھے؟ انہوں نے ہی تو جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھی، قدیم وجدید مجتمع کرنے کے لئے۔

وسائل واسباب اصل نہیں، نیت کی درستگی، اصول کی پابندی اصل ہے، ہمارے بڑے بے سروسامانی کے عالم میں، پسماندہ دیہاتوں میں غیر معمولی کام کر دکھلائے، حضرت تھانوی ؒ سے قاضی اطہر مبارکپوری ؒ تک حیرت انگیز کارناموں کا تسلسل ہے، بسترِ مرض پر حضرت مولانا منظور نعمانی ؒ نے امام خمینی اور ایرانی انقلاب نامی کتاب نہایت عرق ریزی سے لکھا، ڈاکٹر آصف قدوائی ؒ نے فریش رہ کر بھی مولانا علی میاں ندوی ؒ اور مولانا منظور نعمانی ؒ کی کتابوں کا انگریزی ترجمہ کیا،''نابینا علماء سلف کے کارنامے''''أیتام غیروا مجری التاریخ''(وہ یتیم جنہوں نے تاریخ کو بدل ڈالا)''عظماء بلا مدارس''(وہ عبقری شخصیات جنہوں نے مدرسوں اسکولوں میں نہیں پڑھا) مستقل کتابیں ہیں، معذورین کی ایجادات وتحقیقات بتلاتی ہیں کہ اصل معذوری فکر وعمل کی معذوری ہے، اگر ارادے معذور نہیں ہیں تو بڑے بڑے انقلاب لائے جاسکتے ہیں، خدا کا اٹل قانون ہے اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ (۱)

(۱) آل عمران:۱۹۵

تدریج نہ کہ جلد بازی

خالقِ کائنات، قادرِ مطلق نے اس دنیا کو چھ دن میں بنایا، بچہ کی پرورش تو نو ماہ میں ہوتی ہے، درخت درجہ بدرجہ تناور ہوتا ہے، کائنات میں ارتقائی ترتیب ہے، انقلابی نہیں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا سال مکہ مکرمہ میں محنت کی، حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کے پیچھے تھکتے رہے، انسان فطرۃ جلد باز ہے، خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (۱) اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے نتیجہ اوراثرات ظاہر فرماتے ہیں، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۲) انسان کی عقل اتنی بڑی نہیں ہے کہ ان کے نظام کے رازوں کو سمجھ سکے، پھر ہم کام کرنے کے مکلف ہیں نتیجہ کے نہیں اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ (۳) ہمیں ثواب دعوتِ دین پر ملتا ہے، ہدایتِ انسانیت پر نہیں، بعض انبیاء علیہم السلام کے پیچھے قیامت کے دن کوئی امتی نہیں ہوگا، اس کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنے مشن میں ناکام رہے، فرعون ، ابولہب کفر پر ہی مرنے والے تھے، علم الٰہی میں طئے شدہ ہے، پھر بھی اللہ جلّ جلالہٗ نے حکم دعوت دیا، حالات طبیعت کے خلاف ہوتے ہیں، مگر تربیت کے خلاف نہیں ہوتے۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

مدرسہ، مسجد، دارالقضاء، بیت المال اور دیگر تنظیموں کے چلانے کے وقت ہمیں نتیجہ کے ظاہر ہونے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے، ہم کمزور ہیں، زمانہ پُرفتن ہے، تھوڑی محنت پر جلدی مددِ الٰہی نازل ہوجاتی ہے، وقت سے پہلے جلدی جلدی کام بڑھتا چلا جائے تو ہم سنبھال نہیں پائیں گے۔

---

(۱) الانبیاء:۳۷

(۲) البقرۃ:۲۱۶

(۳) الشوریٰ:۴۸

علماء کرام سے کچھ معروضات

آپ خواصِ امت ہیں، مقتدایانِ قوم ہیں، آگے چل کر قوم کی قیادت سنبھالنا ہے، علمِ نافع کا وہ حصہ جو قرآن وحدیث سے متعلق ہے، خدا کی مرضیات ونامرضیات بتلاتا ہے، دل روح کی ترقی وتباہی سے جڑا ہے؛ وہ علم آپ نے حاصل کیا، انسان کا رشتہ آسمان والے سے اس علم کے بغیر نہیں جڑ سکتا، اینٹ کو اینٹ سے، لوہے کو لوہے سے، فون کو فون سے جوڑنے والے زیادہ ہیں، مگر انسان کو اپنے خالق سے جوڑنے والے کم ہیں، پیدا ہونے سے پہلے سے لے کر مرنے کے بعد تک کے مسائل میں وحی والا علم ہی رہبری کرتا ہے، لوہا، آگ، پانی، ہوا سے بڑا طاقتور صدقہ وہ ہے جو اخلاص سے خرچ کیا جائے۔

دوا کا نام جاننے سے صحت نہیں بنتی، سیڑھیوں کی گنتی جاننے سے منزل تک نہیں پہنچا جاتا، دوا کھانے کا مجاہدہ کرنا ہے، سیڑھیاں چڑھنے کی مشقت اٹھانا ہے، عمل کے بغیر علم ہمارے خلاف حجت بنے گا، ہزاروں روپیوں کو شمار کرنے کا علم رکھنے سے وہ کیفیت پیدا نہیں ہوا کرتی، جو کیفیت سو دو سو جیب میں آجانے سے پیدا ہوتی ہے، نجات عمل سے ہوگی، علم صرف راستہ بتلاتا ہے، پھر آپ کی عملی سطح عوام کی عملی سطح سے اونچی ہو، صحیح بات ہے کہ علماء کرام مستحبات پر عمل کریں تو عوام سنتوں پر، اور اگر وہ سنتوں پر عمل کریں تو عوام فرائض پر عمل کرتی ہے، بادشاہ جب انڈا چوری کرتا ہے تو ماتحت مرغیاں چوری کرتے ہیں، جرأت بڑھ جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے عام امت کو فرائض بتلائے اور خود نماز روزہ میں نوافل کا اہتمام فرمایا، خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ پارس کا پتھر دوسروں کو سونا بنادے خود پتھر رہ جائے، لوگ ہمارے علمِ دین کے شعور سے فائدہ اٹھائیں اور ہم ان کی بے دینی کی غلاظت اپنائیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس امت کے سید العلماء ہیں: ”اعلم امتی بالحلال

والحرام"(۱) کالقب ملا، ان کو آقا نے فرمایا تھا: "إنی أحبك یامعاذ! لا تدعن دبر كل صلات أن تقول: اَللّٰهُمَّ أَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ "(۲)۔ ان کو وقتاً فوقتاً جو نصیحتیں کی گئی وہ ہم سب کے لئے نہایت ضروری ہیں۔

ایک موقع پر ان سے فرمایا تھا: "بشرا ولا تنفرا یسّرا ولا تعسّرا، وتطاوعا ولا تختلفا"(۳) خوشخبریاں سنانا، نفرتیں نہ پھیلانا، آسانیاں بتلانا، سختی نہ کرنا، آپ اور ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے سے رائے ملانا، اختلاف نہ کرنا۔

"احسن خلقک للناس یا معاذ!"(۴) تواضع والاعلم بافیض ہوتا ہے تکبر والاعلم بانجھ رہتا ہے، صراحی جتنا جھکتی ہے پیالیاں اتنی ہی بھرتی ہیں، مزاج کی نرمی خاص خدائی نعمت ہے، فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (۵) "إياك والتنعم فإن عباد الله ليسوا بمتنعمين"(۶)

معیار زندگی اصل نہیں، معیار بندگی کمال ہے، سامان رحمت سے راحت نہیں ملا کرتی، یہ دنیا ذمہ داریاں پوری کرنے کی جگہ ہے، خواہشات پوری کرنے کی لئے صرف آخرت ہے، انسانوں اور علاقوں کے اعتبار سے ضرورت وہ ہے جس کے بغیر ضرر ہو، اچھی گاڑی، اچھا کپڑا، اچھا مکان، خوب سے خوب تر کی تلاش، عالم دین کو خدمتِ

---

(۱) طبقات ابن سعد: منہم عبدالرحمن معاذ بن جبل، ۲۲۸/۱

(۲) سنن ابی داود، باب الاستغفار، حدیث: ۱۵۲۲

(۳) مستخرج ابی عوانۃ، حدیث: ۹۵۱

(۴) شعب الایمان: حسن الخلق، حدیث: ۷۶۶۲

(۵) آل عمران: ۱۵۹

(۶) مسند احمد، حدیث معاذ بن جبل، حدیث: ۲۲۱۰۵

دین سے محروم کر دیتی ہے، تکوینی نظام یہ ہے کہ انبیاء، اولیاء اور علماء اکثر فقراء رہے، اغنیاء نہیں، جس مذہب کے پیشواؤں کے پاس مالی فراوانی آئی وہ مذہب بگڑ گیا، خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی نسل کے لئے مانگا "اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا" (۱) فقر بھی نہیں غنی بھی نہیں، فقر کے ساتھ قناعت وتسلیم، غنی کے ساتھ شکر، بہت کم نصیب ہوتا ہے: "ما الفقر اخشی علیکم" (۲)

إن اليسر من الرياء شرك، وإن الله يحب الأتقياء والأخفياء، إذا غابوا لم يفتقدوا، وإذا حضروا لم يدعوا، ولم يعرفوا، قلوبهم مصابيح الهدى يخرجون من كل غبراء مظلمة" (۳)

یہ الفاظ یاد کر کے حضرت معاذ قبر اطہر پر رو رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وجہ پوچھی تو یہ حدیث انہوں نے نقل فرمائی، تھوڑا سا ریاء بھی شرک ہے، اللہ متقی، اور چھپے رہنے والے کو پسند فرماتے ہیں، اگر وہ کسی مجلس میں شریک نہ ہوں تو تلاش نہیں کیا جاتا، اگر حاضر ہوں تو بلایا نہیں جاتا، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہوا کرتے ہیں، ہر فتنے سے وہ بچ کر نکل جاتے ہیں۔

اس روایت میں ہماری جاہ پرستی، شہرت پسندی وغیرہ کا علاج ہے، اجتماعی کاموں میں چلنے اور نبھنے کے بہترین اصول ہیں، پڑھئے ان الفاظ کو بار بار پڑھئے، زندگی کے ہر قدم میں ٹٹولئے، ناظم ہو یا ملازم، مدرس ہو یا صدر مدرس، خطیب ہو یا سامع، پیر یا مرید، بخاری پڑھائے، یا نورانی قاعدہ، ہر حال میں اس کو نصب العین بنانا ہے:

---

(۱) مسلم، فی الكفاف والقناعة، حدیث:۱۰۵۵

(۲) بخاری، حدیث:۴۰۱۵

(۳) سنن ابن ماجة، باب من ترجي له السلام من الرياء، حدیث:۳۹۸۹

”من طلب العلم ليجاري به العلماء أو ليماري به السفهاء،
أو يصرف به وجوه الناس إليه أدخله الله النار“(۱)

”اخلص دينك ، يكفيك القليل من العمل“ (۲) کتنا لکھا، کتنا پڑھایا، کتنے شاگرد، کتنے مریدین، کتنے ملکوں کا سفر، اس سے زیادہ یہ دیکھنا کہ کتنا قبول ہوا، یقیناً عمل ظرف ہے، اخلاص مظروف ہے، عمل ومحنت ہی نہ ہو تو اخلاص کا سوال ہی نہیں، عمل کرنا اور ڈرنا اہل اللہ کا شیوہ ہے: إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (۳) اور بعض صوفیاء نے فرمایا: ”الخائف مامون“ قبولیت کا غم عجب پیدا ہونے نہیں دیتا، عمل ہی فضل کا سبب بنتا ہے، لیکن فضل کے بغیر جنت نہیں ملا کرتی، مدرسہ کھولتے ہوئے، تنظیموں میں بڑھتے ہوئے دل کو دیکھنا! دوسرے کو نیچا دکھانے، ہرانے کی کوشش تو نہیں کر رہا ہوں، تقابل آنے کے بعد اخلاص نہیں رہتا۔

”أن أولى الناس بي المتقون من كانوا وحيث كانوا“(۴) یہ جملہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو زندگی کی آخری ملاقات کے وقت ارشاد فرمایا، جب کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن کی طرف جانے کے لئے سوار تھے، اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدل چل رہے تھے، پیشن گوئی فرمادی تھی کہ اب کی بار آؤ گے تو میری قبر یا مسجد سے گذرو گے مجھ سے پھر ملاقات نہیں ہوگی، شہر یا گاؤں اصل نہیں، چھوٹا مدرسہ بڑا مدرسہ، نہ دیکھنا، اگر طلبہ کے وقت، امت کے مال میں آپ نے تقوی سے کام لیا تو یقینا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہیں۔

(۱) ترمذی، حدیث: ۲۶۵۴
(۲) شعب الإیمان، اخلاص العمل للہ عز وجل، حدیث: ۶۴۴۳
(۳) المائدۃ: ۲۷
(۴) مسند احمد بن حنبل، حدیث: ۲۱۴۸۳

دو رکعت کی امامت بھی بڑا عمل ہے،قوموں کی کامل امامت صبر ویقین کے بغیر نہیں ملا کرتی:وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (۱) ناگواریاں آئیں گی،لوگ مخالفت کریں گے،معاشرتی معاشی ناموافق صورتحال بھی جھیلنا ہے، پوری سیرت ان واقعات سے بھری ہے۔ہمیں کوئی وحشی، ہندہ، ابوسفیان اور ہبار بن اسود کا مقابلہ نہیں کرنا پڑے گا، ناموافق حالات آپ کے لئے کھاد کے مانند ہیں، تربیت کا سامان تو ہے ہی،شکستہ خاطر کی ترقی بہت ہوتی ہے، فاقے وغیرہ تو بہت مقربین کو آیا کرتے ہیں، ہم اس آزمائش کے قابل کہاں، ہمارے اکابرین نے کیسے کام کیا، آخر یہ دنیا ہے جنت نہیں، اہل دنیا حالات آنے پر کاروبار وغیرہ نہیں چھوڑتے، ہم دین کا کام کیسے چھوڑ دیں، طالب دین کو طالب دنیا سے عبرت حاصل کرنا چاہئے، ہر شام کے بعد صبح ہے، عام الحزن کے بعد عام الفتح ہے، ہجرت کے بعد بڑا میدان کھلتا ہے، دھوپ کے بعد سایہ آتا ہی ہے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (۲) ہمارے اکابر کے ابتدائی مجاہدات دیکھئے، آخری زندگی کے فتوحات مت دیکھئے، انہوں نے چراغ کے زمانہ میں وہ لکھا ہے ہم بجلی کے زمانے میں پڑھ بھی نہیں پاتے ہیں، بیٹیوں کے جنازے رکھے ہیں، تصنیفی کام نہیں رکا، بیوی کے جنازے کی تیاری چل رہی ہے اور تدرس وتبلیغ میں خلل آنے نہیں دیا، بیویوں کے زیور فروخت کرکے الفرقان اور البعث الاسلامی جیسے رسالے جاری کئے، علامہ شبلی رحمہ اللہ نے عزم کر رکھا تھا کہ شوگر بڑھ کر اگر ایک آنکھ بھی باقی رہی تب بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کام کرکے مروں گا، پھر سو سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دفاع کی ضرورت نہ پیش آئے (یہ مختصر وقت ان کی قربانیاں سنانے کی گنجائش نہیں رکھتا) تاریخ اور شاگرد گواہ ہیں کہ

(۱) السجدة:۲۴

(۲) الانشراح:۵-۶

انہوں نے بھول میں بھی درس کا ناغہ ہونے نہیں دیا، سردی، گرمی میں بھی پابندی کیا کرتے تھے۔

"العلماء ورثة الأنبياء" (۱) آپ حضرات نے اس حدیث کو بار بار سنا ہوگا، بولا ہوگا، وارث کو مورث کے ترکہ کے ہر جزو میں حصہ ملتا ہے، ہم دعوت وتبلیغ (اپنے وسیع مفہوم کے اعتبار سے) تعلیم وتدریس، تزکیہ کے تمام کاموں میں وارث ہیں، اپنی صلاحیت، علاقائی نوعیت اور زمانے کے تقاضے کے اعتبار سے الگ الگ میدان کار کا انتخاب کر لیجئے، کسی کام کا ہم پر ضرور غلبہ ہوتا ہے، مگر فکر ہونی چاہئے کہ کوئی دین کا کام متروک یا مجروح نہ ہو، جس میدان کو اپنائیں متقدمین کے تجربات سے ضرور فائدہ اٹھائیں، علاقے کے پرانے علماء اور خدام بنیاد ہیں، وہاں کی عوام کا باب الداخلہ ہوتے ہیں وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا (۲) اگر علاقے کے پرانے علماء اور قدیم کارکن نہ ہوتے تو ہم عالم حافظ کیسے بنتے؟، یہ دین کیسے باقی رہ گیا؟ پرنوں کو حتی الامکان اعتماد میں لے کر ہی کام کرنا چاہئے، جوانوں کا جوش بوڑھوں کا ہوش ضروری ہے، لوگوں کے مزاج، پچھلے ہو چکے کاموں کا انہیں بھرپور اندازہ ہوتا ہے، وہ لوگ متن وشرح کے ساتھ بین السطور کو بھی پڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔

استغناء کے بغیر علماء کرام کی وقعت نہیں رہتی "ازهد في الدنيا يحب الله وازهد فيما في أيدي الناس يحبك الناس" (۳) جو مخلوق کے سامنے سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھولتے ہیں، بیوی شوہر کے علاوہ، یا بچہ آنے والے مہمان سے سوال کرلے تو وہ مشتعل ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کتنا ناراض ہوتے ہوں گے؟ جب غیر اللہ کی طرف تانک جھانک کی جاتی ہو، حکومتی امداد سے خُدّام

(۱) ابو داؤد، باب الحث علی طلب العلم، حدیث: ۳۶۴۱

(۲) البقرۃ: ۱۸۹ (۳) بلوغ المرام، ۴۳۸

مساجد و مدارس کو آزاد رکھ کر ہمارے اکابر نے ہماری خودداری، غیرتِ دینی کو باقی رکھا، پرواز کی بلندی باقی رہی، عوام الناس سے رشتہ زندہ تابندہ رہا، ناداری، سوال کی ذلت سے ہزار درجے بہتر ہے، سادی غذا، سادی سواری، سادہ مکان قرض کی رسوائی سے زیادہ مناسب ہے۔

بے داغ زندگی گذاریئے، لوگوں کے ساتھ معاملات کی صفائی اور حسن سلوک کا اہتمام ہو، لوگ پہلے ذات دیکھتے ہیں، پھر بات سنتے ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ (۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے زلیخا کی سہیلیوں نے گواہی دی، مَا عَلِمۡنَا عَلَيۡهِ مِنۡ سُوۡٓءٍ (۲) ایسا کوئی اقدام، نامناسب حرکت نہ کرنا کہ طبقۂ علماء پر سے اعتماد اٹھ جائے، کتب بینی اور رقطب بینی (صحبت اہل اللہ اپنانے) کا سلسلہ کبھی نہ رکے، سطحی علم، سرسری مطالعہ امت کے شبہات کا ازالہ نہیں کرسکتا، فتنوں کا مقابلہ نہیں ہوسکتا، زمانے کی معاشیات، سیاسیات اور سماجیات پر نظر ہونی چاہئے، نئی تحقیقات نئی کتابیں ہمارے علم میں ہوں، تجارت کرنا، روحانی علاج (عملیات) کرنا علماء کے لئے ناجائز نہیں؛ لیکن سنار لوہار نہ بنے، ضمنا ہو، دعوت واصلاح، تعلیم وتزکیہ کا کام اصلا ہو، طبیعتیں اس قدر پختہ نہیں کہ دنیا کے آنے کے بعد خدمت دین پر قدم جم سکتے ہیں۔

حفاظ کرام

پروردگار عالم کا خاص کرم ہے جو آپ کے سینے کو حفاظتِ قرآن کا ذریعہ بنایا، حفظِ قرآن کے فضائل آپ سنتے رہتے ہیں، ان روایات میں یہ شرط بھی بالعموم ملحوظ رہی کہ "وأحلّ حلاله وحرّم حرامه" (۲) یا "غیر الغالی فیه والجافی عنه" (۳)

---

(۱) یونس:۱۶ (۲) یوسف:۵۱

(۱) ابو داؤد، باب مالم یذکر تحریمه، حدیث:۳۸۰۰

(۱) ابو داؤد، باب في تنزیل الناس منازلهم، حدیث:۴۸۴۳

نورانی الفاظ، باعث ثواب ہیں، الفاظ یاد کرنے کے بعد قرآن کے حلال کردہ چیزوں کو حلال اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام بھی عملاً سمجھتا ہو، روایت ہے کہ ایک غیبت کرنے والے شخص کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس سے اٹھایا اور فرمایا: "ما آمن بالقرآن من استحل محارمه" (۱) جو قرآن کے حرام کو عمل سے حلال سمجھے وہ قرآن پر ایمان ہی نہیں لایا، حافظ قرآن جاہلوں کے ساتھ جاہل نہیں بنتا، حافظ بننا آسان ہے، حافظ مرنا مشکل ہے، مسئلہ اس نعمت کو روزِ محشر بچا کر لے جانے کا ہے، مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (۲) اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح قرآن بھی غیرت مند ہے، ناقدری پر سینوں سے چھڑا کر نکل جاتا ہے، "اشد تفصیا من الإبل فی عقلها" (۳) قرآن کو بھلانے والا قیامت کے دن جذامی شخص کی طرح اٹھایا جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے، گناہوں میں کوئی گناہ اس گناہ سے بڑا نہیں تھا، ہجران قرآن کے مفہوم میں الفاظ کو چھوڑنا، معانی کو چھوڑنا، اور تدبر کو چھوڑنا بھی داخل ہے: وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○ (۴)۔

حافظ احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے والد مولانا قاسم نانوتوی کے حکم ووصیت کی وجہ سے روزانہ تین پارے ان کے لئے پڑھتے تھے، پھر قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اپنے والد احمد صاحب رحمہ اللہ کے لئے سوا پارہ روزانہ پڑھا کرتے تھے۔

آگے تعلیمی سلسلہ جاری رہے تو بہت اچھا ہے اگر گھریلو حالات ناموافق ہوں۔ آپ کے سرپرستان، اساتذہ تعلیمی سلسلہ چھوڑنے کی اجازت دیں تو الگ بات

(۱) سنن الترمذی، باب، حدیث: ۲۹۱۸

(۲) الانعام: ۱۶۰

(۳) صحیح البخاری، باب استذکار القرآن وتعاہدہ، حدیث: ۵۰۳۳

(۴) الفرقان: ۳۰

ہے، خدمتِ قرآن سے بہتر مشغلہ نورانی ذریعۂ معاش نہیں ہوسکتا، مشورہ سے مکاتب قائم کیجئے، مدارس میں تدریس کا موقع ملے تو شفقت ومحبت سے پڑھائیے، امامت کے ذریعہ عوام میں داخل ہوکر انہیں تعلیماتِ اسلام سے واقف کرواتے رہیں، یہاں بھی وہی بات یادرہے! اکابرین امت کے مشرب ومسلک سے نہ ہٹنا۔

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

فارغین عصری علوم

اسلام ہر نافع علم کی قدردانی اور ہمت افزائی کرتا ہے حسنِ نیت سے دنیا کا کام بھی دین کا کام بن جاتا ہے، بدنیتی سے دین کا کام بھی دنیا بن جاتا ہے، آپ کو دنیا میں اور بالخصوص اس ملک میں K G سے PG تک، نرسری سے بیوروکریٹس تک اسلام کی دعوت پہنچانا ہے، صحیح نمائندگی کرنا ہے، روزی تو مقدر کی مل ہی جائے گی: "إن نفسا لن تموت حتى تستكمل رزقها" (۱)

آپ کو زندگی کے ان میدانوں اور حکومت کے ان شعبوں میں جانے کا موقعہ ملے گا، ایسی عوام کا سامنا کرنا پڑے جن تک علماء کی رسائی نہیں ہے، آپ کی امانت اور قابلیت ایسی ہو کہ ان کے اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ بن جائے، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے ذمہ داری لی: اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ (۱) پوری مملکت اور شاہِ مملکت کے دین میں داخلہ کا ذریعہ بن گئے، آپ کی بے داغ جوانی، پاکیزہ زندگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح متاثر کن ہو، اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ (۲) قرآن نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی گواہی کو محفوظ رکھا،

---

(۱) المعجم الكبير للطبرانی، حدیث: ۴۱۹۲

(۲) یوسف: ۵۵

(۳) القصص: ۲۶

ان لڑکیوں کو حضرت موسی علیہ السلام نے پیچھے چلنے کا حکم دیا تاکہ نامحرم پر نظر نہ پڑے، تن تنہا بکریوں کو چشمہ پر پانی پلایا اپنے خاص ہنر کے ذریعہ۔

سند فراغت منزل نہیں، وہ تو محنت کی ابتداء ہے، علم وتحقیق کا سفر آخری سانس تک ختم نہیں ہوا کرتا، علامہ اقبال رحمہ اللہ سے برطانیہ میں چھوٹے بچے نے عصر کے بعد باغیچہ میں مطالعہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں نہیں پڑھوں گا تو میری قوم (قومِ یہود) کا نام ونشان مٹ جائے گا، آپ علم کا سچا حقیقی مفہوم پیش کیجئے، اس دنیا کے بنانے والے مالک کو ناراض نہ کرنا، ان کی سجائی دنیا کو تباہ نہ کرنا، ان کے کنبے اور خاندان کو تکلیف نہ پہنچانا، ایمان کے لٹیرے، سچائی ودیانت داری کے ڈاکو ہر قدم پر کھڑے ہیں، اپنے ضمیر کا سودا نہ کرنا، حرام مال کا زیادہ نظر آنا صرف اُبال اور سوجن کی طرح ہے، پائیدار ترقی کبھی حرام مال سے نہیں ہوسکتی لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ (۱) اس لئے اپنے شعبہ کے حلال وحرام کا علم علماء کرام سے پوچھئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: "من لم يتفقه في الدين فلا يتجّر في سوقنا" (۲) نکاح میں تاخیر نہ کیجئے، رسومات کی تکمیل رواج کو پورا کرنے کا جذبہ ہمارے دین ودنیا کو تباہ کردے گا، یہ دنیا مسابقتی دنیا ہے، صلاحیت وقابلیت کا لوہا منوایئے، اپنی امتیازی شان اعلی کمال سے میدان جیتا جاتا ہے، ساری مصیبتیں ختم ہوجائیں، ساری رکاوٹیں ہٹ جائیں، اگر عزمِ سفر ہو، ہمیں بلند اخلاقی نفرت کا جواب محبت سے دینا ہے، اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (۳) اگر کانٹے کا جواب کانٹے سے دیا جائے تو کانٹے جمع ہوجائیں گے، ظالم قومیں زیادہ دن زمین پر نہیں جیا کرتیں، نفرت کرنے والا دوسرے کو دُکھی بنا کر کبھی

(۱) المائدۃ:۱۰۰

(۲) التفسير القرطبي، سورۃ النساء:۵/۲۸، دار الكتب المصرية، القاهرة

(۳) المؤمنون:۹۶

سکھی رہ سکتا فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا (۱)۔

آج انسانیت اور عالم اسلام کو ایسے سائنسدان، اطباء وکلاء، ماہرین معیشت، ماہرین تعلیم کی ضرورت ہے جو بموں سے زیادہ انسانوں کو انصاف وامن دے، ہر ایک کے ساتھ برابر مساویانہ سلوک کریں، مریض کی شفایابی پر نظر ہو نہ کا اس کی جیب پر، ایسا وکیل جو کسی قیمت پر ظالم اور زانی کا ساتھ نہ دیں، جو لوگ اس دنیا کی فانی لذتوں کے لئے جینے والے نہ ہو؛ بلکہ آخرت کی ابدی راحتیں ان کا مطمح نظر ہو: تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (۲) نظام ونصاب سے انسان دشمن ومغربی جراثیم کو پاک کیا جائے، عریانیت سے اسے سکون ملا، عورت کو گھر سے نکال کر خاندان بکھر دیئے، سودی نظام نے بینکوں کا دیوالیہ کر دیا، جو آگ دوسرے ملکوں میں انہوں نے لگایا تھا وہ آگ خود ان کے گھروں میں داخل ہو چکی ہے، خدائی قانون کی تلاش، فطرت دین کی جستجو انہیں بے قرار کر رہی ہے، محفوظ آسمانی کتاب وہ چاہتے ہیں، یہاں کی چھوٹنے والے لذتیں انہیں آسودہ کر بھی کیسے سکتی ہیں؟ انسان کی لامحدود خواہشات کو پورا کرنے کے لئے صرف جنت ہے: وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (۳)

اس سند کے نمبرات میں آپ کے اخلاق کے نمبرات نہیں ہیں، آپ کے حسن سلوک کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، شہد بیچنے والا بدزبان ہو تو کوئی خریدار نہیں آتا، شراب بیچنے والا خوش کلام ہو تو گاہک بڑھ جاتے ہیں۔

یاد رکھئے! وطن کی آدھی روٹی پردیس کی ایک روٹی سے بہتر ہے، بیوی بچوں کی

---

(۱) النمل: ۵۲

(۲) القصص: ۸۳

(۳) فصلت: ۳۱

نگرانی، خدمتِ والدین کے ساتھ ملازمت کیجئے، یوروپی ملک کا سفر کرنا جائز ہے، جب کہ اپنی نسل کے ایمان وعمل کی حفاظت ہو سکے۔

عالمِ اسلام اور اپنے اس وطنِ عزیز کی تاریخ پڑھئے، عبرت حاصل کیجئے، پھیلائی جانے والی غلط تصویر کو ختم کر کے صحیح تصویر پیش کیجئے، معلوم ہوگا کہ آپ کے بڑوں نے انسانیت کو کیا دیا، ملک کی تعمیر میں کیا حصہ لیا؟ سائنسی ایجادات کے میدان میں انہوں نے دنیا کو کتنا نوازا؟ صدیوں دنیا میں امن اور انصاف کو قائم رکھا، ہر مذہب اور ہر قوم کو مساوی شہری کا حق دیا، تاریخ قوموں کا حافظہ ہے، اس کے بغیر آگے کی منصوبہ بندی نہیں ہو سکتی۔

"تسعة أعشار الزرق فی التجارة" (۱) تجارت کو ملازمت پر ترجیح دیجئے، کوشش کر کے نئے نئے تجارتی میدان کا انتخاب کیجئے، تاجر ہی سیاست دانوں، حکومتوں کو چلاتے ہیں، بے غیرتی اور کاہلی نے ہمیں بے روزگار بنا دیا، ابتداء میں جو حلال کام مل جائے شروع کر دیجئے "الکاسب حبیب الله" (۲) اسلام نے زکوۃ، صدقہ کھانے کے فضائل نہیں بتلائے، بلکہ خرچ کرنے کے فضائل بتلائے، ٹھکانہ اور خرچ دینے کی طاقت نہ ہو تو نکاح نہیں کر سکتے، بوڑھے والدین کی دواء کہاں سے لائیں گے، جوان بہن کا نکاح کیسے ہوگا؟ پرندے اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں، صبح ہوتے ہی اپنے گھونسلوں سے نکل جاتے ہیں، آشیانہ میں پڑے نہیں رہتے۔

اس دینی جامعہ سے پڑھنا آپ کی ذمہ داری میں اور بھی اضافہ کرتا ہے جہاں رہنا دین کے سچے داعی بن کر رہنا، دینے والا ہاتھ بن کر رہنا ہے، نافع بن کر رہنا ہے

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ

---

(۱) کنز العمال، الفصل الثالث، فی أنواع الکسب، حدیث: ۹۳۴۲

(۲) التفسیر البیضاوی، القصص: ۷/۸۴، دار النشر، دار صادر، بیروت

فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ (۱)

آپ کے پاس دینے کے لئے عقیدۂ توحید ہے، اسلامی زندگی ہے، آخرت کا تصور ہے جس کے بغیر انسان نہیں جی سکتا ہے، لینے والے اور مانگنے والے ہاتھ کی قدر نہیں ہوتی، اس مادی ترقی کے زمانے میں روحانی ویرانیوں کا علاج صرف آپ کے پاس ہے، بصیرت وحکمت کے ساتھ آگے بڑھئے، آپ کا ساتھ دینے والے ہاتھ کمزور نہیں ہوئے، لینے والے ہاتھ بے یقین ہو گئے: وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ (۲) مسلمان کے نام پر ہم مدد کے مستحق نہیں بن سکتے، مسلمانوں والے کام پر بن سکتے ہیں۔

عوام الناس کی خدمت میں

بزرگو اور دوستو!

اللہ سے محبت کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ اللہ والوں سے محبت ہو، قرآن سے محبت ہو، خواجہ اجمیریؒ فرماتے ہیں: محمود غزنوی کی مغفرت ہوگئی، قرآنی ورق کا ادب کرنے کی وجہ سے، ڈاکٹر سے تعلق کا یہ فائدہ ہونا ہی چاہئے کہ امراض بتا کر دوائیں کھایا کریں، علماء کرام سے تعلق یہ نفع اٹھانا چاہئے کہ اپنے اپنے شعبہ کی بے دینی کو دیندار اور صحت مند معاشرے میں بدلنا چاہئے، ہاسپٹل موجود ہوں، ہم بیماریوں میں مرجائیں، کنواں ہو پیاسے رہ جائیں، مدارس ہوں اور ہم جہالت میں دنیا سے رخصت ہوجاتے ہوں تو اس سے بڑی محرومی کی کیا مثال ہوسکتی ہے۔

تعاون اور امداد کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ اپنی آخرت بنانے اپنی دنیا کو بے دینی اور حرام سے بچانے کے لئے اولاد کو عالم بنائیے، گہرے علم کے بغیر فتنوں سے حفاظت نہیں ہوسکتی، کمزور سے کمزور حافظ قرآن، عالم دین ایک محلہ، ایک بستی، ایک گاؤں کو

---

(۱)　الرعد: ۱۷

(۲)　الحج: ۴۰

سنبھالتا ہے، حسبِ استعداد دینی رہبری کرتا رہتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے حلال مال کو تعمیرات کے نقش ونگار، چمک دمک، شادی بیاہ کی رسومات، حد سے زیادہ حرص میں اور رئیل اسٹیٹ میں نہ لگائیں، قومیں لال قلعہ، تاج محل سے زندہ نہیں رہتی ؛ بلکہ اپنے علماء، مدارس، خانقاہیں، اسکولس، بیت المال، مثالی سماج، سیاسی شعور سے زندہ رہتی ہیں، چندہ لینے والوں کا احسان سمجھئے کہ وہ آپ کے فرض ادا کرنے میں مدد کر رہے ہیں، انہوں نے آپ کا مال آفات وبلیات سے محفوظ کر دیا، مسلم معاشرہ میں کسی نادار ومحتاج کا باقی رہنا اس بات کی علامت ہے کہ کسی مالدار نے زکاۃ ادا نہیں کی ہے۔

آپ کو اور مجھے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام سے نوازا ہے، اب اسلام پر مرنا بڑا امتحان ہے: وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱) چاہے توپ کے منہ پر باندھا جائے، تلواروں کے سایہ میں لٹا دیا جائے، دہکتی آگ میں جھونک دیا جائے، مرتے دم بھی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی طرح "فزتُ ورب الكعبة" (۲) حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی طرح رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (۳)۔

حقیقت یاد رکھنا چاہئے جتنا بھی جی لیں مرنا ہے، چاہے طبعی بزدلی کی موت مریں یا شہادت وایمانی موت مریں، باطل پر جمنے کے مقابلہ میں حق پر مرنا بہتر ہے، ملک ومال چھینا، امن وانصاف سلب ہونا، بے روزگار کو دیا جانا، تعلیمی مدیان میں پسماندہ رہ جانا ہمیں گوارا ہے، مگر ایمان پر سوا گوارا نہیں ہے۔

امت مسلمہ قیامت تک کے لئے ہے: "کیف تهلک أمة أنا فی أولها

---

(۱) آل عمران:۱۰۲

(۲) بخاري، باب غزوة الرجيع:۴۰۹۲

(۳) التحريم:۱۱

والمهدی فی أوسطها وعیسی ابن مریم فی آخرها"(۱) چیلنج آتے ہیں، فتنوں کا مقابلہ ہوتا ہے، خدائی نظام میں طئے شدہ مطلوبہ اسباب کو اپنا لیا جاتا ہے تو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ غالب رہے، احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو فتح ملی، حضرت جیلانی رحمہ اللہ کے مقابلہ میں مادیت نے شکست کھائی، یونانی فلسفہ دفن ہو گیا جب امام غزالی رحمہ اللہ کھڑے ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے میدانی، زمینی اور تدریجی کام نہیں رکنے دیا، خواجہ اجمیری رحمہ اللہ سے مولانا الیاس رحمہ اللہ تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہے، اندھیروں کی شکایت نے کبھی اندھیرے ختم نہیں کئے، آگ لگی! آگ لگی! کے نعروں سے آگ نہیں بجھایا، یہ دنیا دار الاسباب ہے، اپنے بس کے ڈول اور وسعت پھر چراغ جلانے پڑتے ہیں، اپنے حصے کا کام کیجئے، تبصرے تذکرے کرنا آسان ہے، اپنے کو بدلنا اپنے گھرانے کو بدلنا مشکل ہے، حکومتوں کی شکایت کو چھوڑ دیا جائے، قوم اور عوام بدلیں گے تو ضرور حکمراں بدلیں گے: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (۲) تبدیلی نیچے سے اوپر کی طرف جایا کرتی ہے، شریعت کو، پرسنل لاء کو لیڈروں پارٹیوں سے زیادہ ہماری بدعملی سے خطرہ ہے، ہم نے پہلے اپنی ضد، ہٹ دھرمی، انانیت اور سماجی معیار کے لئے عدالتوں کے کھٹکھٹایا، پھر قانونِ شریعت میں مداخلت ہوئی، وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳) کرنے کے کام یہ ہے کہ محلہ محلہ مکتب قائم کیجئے، دینی ماحو سے عصری اسکول تعمیر کیجئے، مفتیان کرام کو بلا کر دار القضاء کا کام آگے بڑھایئے۔

کہیں ہم صاحب اولاد رہ کر بھی بانجھ نہ مرجائیں، جب ہماری نئی نسل شکیلی فتنہ کا شکار ہو رہی، سفید رنگت پر غیر مسلم سے نکاح کر کے اسلام کو خیر باد کہنے کے لئے تیار ہے،

(۱) کنز العمال، باب خروج المهدي: ۳۸۶۴۲

(۲) الرعد: ۱۱

(۳) الجاثیة: ۱۸

یورپی ممالک میں اپنا تشخص، اپنی شناخت کھو چکی ہے، آپ کو یہ اطمینان کر کے مرنا ہے کہ آپ کی اولاد کہے نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا(۱)

آج کا بڑا المیہ ہے کہ دشمن کروڑوں خداؤں کو مان کر بھی متحد ہو رہا ہے، اور ایک خدا کے ماننے والے منتشر ہو رہے ہیں، جماعتوں، جمعیتوں، تنظیموں اور کمیٹیوں کی صلاحیتیں خدمتِ دین، اشاعتِ اسلام پر نہیں اپنے گھروں کی حفاظت، اپنی حمایتوں کی سلامتی پر خرچ ہو رہی ہیں، کہاں ہیں حسنی کردار کے حامل جو اپنے مداحوں کے عار دلانے کو گوارا کر لیں؛ لیکن امت کو توڑ کر نارِ جہنم کا مستحق نہ بنیں، سگی ماں در در کھنے والی عورت نے کہا تھا کہ قاضی صاحب: یہ بچہ فلانی مدعیہ کو دے دیجئے، میں اپنے سامنے اسے کٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتی، ہم کہہ رہے ہیں کاٹئے، آدھا دھڑ، ایک ہاتھ، ایک پیر ہی نہیں، اگر مجھے کچھ نہ ملے غم نہیں، میرے بھائی کو نہ ملے یہ میری کوشش کی کامیابی ہے، تواضع وایثار کے بغیر اتحاد قائم نہیں ہوسکتا، ایک ساتھ لائن میں رکھی ہوئی لکڑیوں میں سے ایک ماچس کی تیلی پیچھے ہٹ جائے تو آگ آگے نہیں بڑھے گی، امریکہ اور اسرائیل کے بموں سے زیادہ ہماری خانہ جنگی نے ہمیں نقصان پہنچایا، جایئے آج یہ پیغام لے کر جایئے "لا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تباغضوا وکونوا عباد اللہ اخوانا" (۲)

موجودہ علماء کو ہماری دینی و عملی سطح کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے، اگر ہم نے غزالی ﷫ ورازی ﷫ سے موازنہ کیا تو غزالی ﷫ اور رازی ﷫ تو ملے نہیں، موجودہ علماء سے بھی ہم محروم رہ جائیں گے، قیامت کے قریب ہر آنے والا دن گذرے ہوئے دن سے بدتر تو ہوگا ہی۔

علماء کرام ﷭ سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں "اقیلوا ذوی الهیئات عثراتهم

---

(۱) البقرة: ۱۳۳

(۲) بخاری، باب ماینهی عن التحاسد والتدابر، حدیث: ۶۰۶۴

إلا الحدود"(۱) علماء کرام کا کام ان کے اکابر سے متعلق ہے، ہمیں تو صرف اپنے ہم مزاج کے علماء سے علم حاصل کرنا ہے، ڈاکٹر کی بد پرہیزی کا ہم پر اثر نہیں ہوگا۔

پروردگارِ عالم ان منتشر خیالات وہدایات پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

پرچہ خانہ پری برائے مشورہ

سال بھر درسی اور غیر درسی اوقات میں بہت سی ہدایات مختلف انداز میں آپ کے سامنے آتی ہیں، اس موقع پر چند مختصر گذارشات ہیں:

(۱) سچے دل سے صلاۃ التسبیح، وصلاۃ الحاجۃ پڑھ کر یہ دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں اپنی مرضیات کے مطابق چلا اور خدمت دین کے لئے قبول فرما، پھر صلاۃ الاستخارہ پڑھ کر خیر ڈالنے کی درخواست بھی کریں۔

(۲) بے لگام، کٹی پتنگ اور ٹوٹے ہوئے پتے کی طرح نہ رہیں، زمانے کے رخ کے حوالہ نہ ہوجائیں، ضرور خود کو کسی بڑے کے حوالہ کردیں، خود ہی ان کے اوقات ومعمولات اور مذاق ومزاج جان کر مستقل رابطہ میں رہیں، مستقل بالذات رہنے والا مستقل بدذات رہتا ہے۔

(۳) مقصدِ زندگی طئے کیجئے، روزی تو ہر حال میں مقدر ہے، دولت، وجاہت اور شہرت سے جب تک انسان نہ نکلیں کوئی بڑا کام رضاء الٰہی کا نہیں کرسکتے (آخرت، احیاء دین، تعمیر انسانیت کا کام نہیں کرسکتے ہیں) ہم وہ کشتی نہ بن جائیں جس کو سمندری ہوائیں جدھر چاہئیں لے جائیں؛ بلکہ سمجھدار ملاح کی طرح منزل کی طرف رواں دواں رہیں۔

---

(۱) سنن ابی داؤد، باب فی الحدفیه، حدیث: ۴۳۷۵

(۴) صبر زندگی کی گاڑی کے لئے پٹرول ہے، ہمارے اکابر کے دسیوں واقعات میں جہاں ان کے بڑوں نے انہیں بھیجا وہاں انہوں نے قبر بنالیں، کسی اندیشہ یا لالچ کی وجہ سے علاقہ نہیں چھوڑا، استقامت واستقلال ایسا گُر ہے جس کے بعد کوئی آپ کی ترقی کو نہیں رُوک سکتا۔

(۵) رب ذوالجلال قادر مطلق کا کام کرتے ہوئے مسائل حل نہیں ہوئے تو کیا دوسرے کم اہم کام کرتے ہوئے ضروریات ومشکلات حل ہوجائیں گے؟ کسی حال میں خدمتِ دین نہ چھوڑیں، پروردگارعالم ضرور غیب سے مدد کرے گا!

(۶) سب دین کے کام اہم ہیں، سب کارِنبوت ہیں، اپنی صلاحیت وعلاقوں کی نوعیت کے اعتبار سے ہمیں انتخاب کرنا ہے، ذیل میں دیئے گئے پرچہ کی خانہ پری فرمائیں۔

آپ کے بڑے آپ کے لئے باہمی مشورہ سے ایک میدان طے کریں گے، اور ابھی سے میدان میں کام کرنے والی شخصیات، ادارے، تنظیموں کی طرف رہبری کریں گے، اس لائن کے تجربات وامکانات اور خطرات سے آپ کو آگاہ کیا جائے گا، جیسے کسی سفر میں روانہ کرتے ہوئے باپ اپنے بچے کو راستہ کے نشیب وفراز سے واقف کرواتا ہے۔

ذیل کے یہ چند سوالات کو پُر کریں تاکہ رائے قائم کرنے میں آپ کے بڑوں کو سہولت ہو رہے۔

انتخاب میدان :..

نام طالب:..

والدمع پیشہ:(متشرع رعلماء کرام سے مربوط رتبلیغی:.............................

بھائی بہن:..

قابلیت اور اوسط (ابتدائی تعلیم سے اب تک):..

کس میدان میں کام کا رجحان ہے:..

کس اُستاذ یا شیخ سے رابطہ رہا:..

استاذ یا شیخ جن سے مناسبت ہے:..

علاقے والوں کی کیا رائے ہے؟..

ابتدائی اساتذہ کا منشاء: ....

والدین کی چاہت: ....

کس فن سے دلچسپی ہے؟..

کن کن زبانوں میں لکھنے بولنے کی صلاحیت:..

ملکی حالت کے اعتبار سے کام کے یہ میدان ہو سکتے ہیں، آپ انتخاب فرمائیں:

- ❍ افتاء وقضاء
- ❍ تدریس کتب عالمیت
- ❍ تحفیظ قرآن
- ❍ نظامتِ مدارس
- ❍ تصنیف وتالیف
- ❍ درس قرآن وحدیث
- ❍ ناظرہ ودینیات
- ❍ تزکیہ واحسان
- ❍ عصری اسکول کا قیام وتاسیس
- ❍ دعوت وتبلیغ
- ❍ عصری علوم کی تکمیل، (لاء، میڈیکل، ڈگریاں، پی ایچ ڈی)

- اسلامی بینکنگ
- ختم نبوت
- مسلم پرسنل لاء
- جمعیۃ علماء
- غیر مسلموں میں تعارفِ اسلام
- پیام انسانیت
- بیت المال
- امدادی ورفاہی کام
- امامت
- خطابت
- سلسلہ محاضرات ولکچرس

آپ ہم سے کیا خدمت کی توقع رکھتے ہیں؟

❁❁❁❁